سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (عہ/)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل ایم۔ اے ۱۲ وارث روڈ لاہور ایڈیٹر انچیف

پادری غلام مسیح صاحب میکلوڈ روڈ ۔ لاہور اسسٹنٹ ایڈیٹر

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے۔ ایمپرس روڈ۔ لاہور مینیجر

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر وغیرہ بنام مینیجر صاحب ہونا چاہیئے تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج کاغذ کی ایک طرف تحریر کے بنام ایڈیٹر ارسال فرماکر ممنون فرمائیں۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۵۳	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۷ اگست ۱۹۲۵ء	نمبر ۳۲

غزل

جناب صبر کے قلم سے

مدح عیسےٰ کا دلِ زار تمنائی ہے | ازسرِ نو چمنِ دل میں بہار آئی ہے
ذکر عیسیٰ جو شب و روز کیا کرتا ہوں | لوگ کہتے ہیں یہ دیوانہ ہے سودائی ہے
ہوش باقی نہ رہا دیکھ کے جب موسیٰ کا | کس کی پھر آنکھ میں یہ قوت بینائی ہے
گنج قاروں کی حقیقت نہیں جبکے آگے | فضل عیسےٰ سے وہ دولت میرے ہاتھ آئی ہے
بعد مُردن اُسے جنت میں ملیگی راحت | ذات عیسیٰ سے جسے خوب شناسائی ہے
کشتِ امید یقیں ہے کہ ہری ہو اپنی | فضل عیسیٰ کی وہ گھنگھور گھٹا چھائی ہے
مدح اقدس میں کئے شعر بہت سے موزوں | جب کہیں رات بمشکل مجھے نیند آئی ہے

جب سے اے صبر خداوند کی خدمت کی ہے
اک عجب طرح کی دولت میرے ہاتھ آئی ہے

غزل

از قلم جے۔ آر۔ رائے ثمر

جو کوئی مجھ سے سچ پوچھے یہی ہے بات ایمان کی | خدا ہی رات دن کرتا حفاظت ہے دل و جاں کی
زباں کو اپنے غوطہ دے اگر سو بحرِ ظلمت میں | بیاں اس سے ہو ظلمت گستری تیرہ شبستاں کی
سلیماں سے کوئی بڑھکر ہوا ہو عقل و دانش میں | سبا کی آئی تھی ملکہ خبر سُن کے سلیماں کی۔

تجھے تکلیف مت دینا خدا کے واسطے مجھکو | نہیں کرتا ہے دلشکنی کوئی بھی اپنے مہماں کی
دعا ہے روز و شب میری یہ درگاہِ الٰہی میں | قیامت تک رہے جاری اشاعت نور افشاں کی
رہیں تا دہ نگار اسکے چمکتے باغ عالم میں | پھلے پھولے سدا ڈالی ہمیشہ نور افشاں کی

تمہارے دل میں جلوہ گر جب روح اقدس ہے
تمہیں کیوں فکر ہے اتنی تم شمع شبستاں کی

کلیسیا کی بناوٹ

از پادری لبھو مل صاحب ریمونٹ ڈیپو سرگودھا

(۲) **کلیسیا کا انتظام کس طرح ہوتا ہے۔** کلیسیا کا انتظام کرنے کو خداوند خود خادم مقرر کرتا ہے۔ یرمیاہ ۳: ۱۵ میں فرماتا ہے "میں تمکو اپنی خاطر خواہ پاسبان دونگا۔ اور وہ تم کو دانائی اور سمجھداری سے چرائینگے"۔ کلیسیا کا انتظام کرنے کی خاطر ہماری پریسبٹیرین چرچ میں جنرل اسمبلی اور سنڈ اور پریسبٹری کے بزرگوں کی مجلس جو کہ کلیسیا کی بہتری اور بہبودی کے لئے انتظام کرتے ہیں۔ سو خادم الدین خود خدا ہی نے ایسے دانا اور سمجھدار مقرر کئے ہیں کہ اس کی مرضی اور اُس کی صلاح سے انتظام کرتے ہیں۔ بعض ایک کلیسیائیں ہیں ایسے ہیں جو کہ بشپ وغیرہ کو مانتے ہیں اور وہ اپنی نماز وغیرہ کی بابت اس کی صلاح اور مرضی سے چلتے ہیں۔ کوئی اس بات کا مجاز نہیں کہ بغیر بشپ کی مرضی کے کوئی انتظام کریں اور نہ ہی وہ الہامی زبور وغیرہ گاتے ہیں بلکہ انسانی غزلیں اور گیت اپنی عبادتوں میں استعمال کرتے ہیں۔ خداوند نے اپنی کلیسیا کے انتظام کے لئے

بعض کو رسول ۰ ۰ ۰ اور بعض کو مبشر اور بعض کو چرواہا اور استاد بنا کر دیدیا۔ تاکہ مقدس لوگ کامل نہیں اور خدمتگذاری کا کام کیا جائے۔ اور مسیح کا بدن ترقی پاوے۔ کلیسیا مسیح کا بدن ہے اور مسیح اپنی کلیسیا میں ہو کر جو اس کو اپنے دل میں رہنے کی جگہ دیتے ہیں۔ وہ ان کو اُبھارتا اور تیار کرتا ہے کہ میرے کلام کی بشارت کل دُنیا میں جا کر دو۔ متی ۲۸: ۲۰ وہ لوگ جو اُس کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ وہ اپنے تن من دھن سے اپنے سر کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور کسی چیز کو وہ اپنی نہیں جانتے۔ بلکہ مسیح کو اپنے دل کا اور ساری چیزوں کا بادشاہ مانتے ہیں اور مالک بتاتے ہیں۔ اور سب چیزیں اُسکی مرضی سے خرچ کرتے ہیں۔ مثلاً ولایت کے لوگوں کی بابت خیال کریں کہ وہ اپنے نجات دہندہ کا حکم مان کر اپنا مال و جان اور بیٹے بیٹیاں اُس کی خدمت کے لئے دے دیتے ہیں۔ تاکہ مسیح کا بدن ترقی پاوے اور ان ملکوں میں جو مسیح کی بادشاہت سے الگ ہیں مسیح کی بشارت دیویں۔ یہ تمام انتظام خدا ان بزرگوں کی معرفت کرتا ہے جو کہ خدا نے مقرر کئے ہوئے ہیں۔ جیسے یرمیاہ ۳: ۱۵ میں درج ہے کہ میں تم کو اپنے خاطرخواہ چرواہے دونگا جو بڑی دانائی سے اور سمجھداری سے چرائینگے۔

(۳) کلیسیا کی بزرگی اور جلال

کلیسیا کی بزرگی خدا سے ہے۔ دیکھو یسعیاہ ۶۰: ۱۵ کہ اس کے بدلے کہ تو ترک کی گئی اور تجھ سے نفرت ہوئی۔ ایسا کہ تیری طرف کسی نے گذر بھی نہ کیا۔ جبکہ تو نہایت نفرتی تھی کہ کوئی تیری طرف گذرنا بھی پسند نہیں کرتا تھا۔ اس وقت میں نے یعنے خدا نے تجھے یعنے کلیسیا کو شرافت دائمی اور پُشت در پُشت لوگوں کا سرور بنایا کہ قوموں کا دودھ بھی چوسیگی وہاں بادشاہوں کی چھاتی چوسیگی اور تو جانیگی کہ میں خداوند تیرا بچانے والا ہوں اور میں یعقوب کا قادر تیرا چھڑانے والا ہوں۔ پھر خداوند فرماتا ہے کہ کلیسیا کے حاکموں کو سلامتی اور عاملوں کو صداقت بناؤنگا یسعیاہ ۶۰: ۱۷ پھر آگے تیری زمین میں ظلم کی آواز سنی نہ جاویگی اور نہ تیری حدمیں خرابی اور بربادی ہوگی۔ بلکہ کلیسیا اپنی دیواروں کا نام نجات اور اپنے دروازوں کا نام ستودگی رکھیگی۔

پھر معلوم کریں کہ کلیسیا کی روشنی کسی لیمپ یا بجلی سے نہ ہوگی۔ نہ سورج کی روشنی سے اور نہ ہی چاند کی روشنی سے روشن ہوگی۔ بلکہ خداوند کلیسیا کا ابدی نور ہوگا۔ اور کلیسیا اُس کی روشنی سے منور ہو کر دوسرے لوگوں کو جو اندھیرے اور موت کے سائے میں بیٹھے ہیں روشن کریگی اور قومیں کلیسیا کی روشنی میں اور شاہان اُس کے طلوع کی تجلی میں چلینگے۔ اس لئے خداوند کلیسیا سے خوش ہوگا۔ زبور ۴۵: ۱۱ کہ تیرا بادشاہ تیرے جمال کا مشتاق ہے کہ وہ تیرا خداوند ہے تو اُس کے آگے سجدہ کر۔ جب کلیسیا کی روشنی اس کی اپنی روشنی سے ظاہر ہوگی تو خداوند صیحون کی بابت فرماتا ہے کہ میں چپ نہیں رہونگا۔ اور یروشلم کی بابت میں دم نہیں لونگا۔ جب تک اُس کی راستبازی نور کی طرح نہ چمکے اور اس کی نجات روشن چراغ کی طرح جلوہ گر نہ ہو۔ اور کلیسیا خداوند کے ہاتھ میں ایک چمکنے والا تاج ہوگا۔ اور اپنے خدا کی ہتیلی میں ایک شاہانہ افسر اور نہ کلیسیا آگے کو متروکہ کہلائیگی۔ بلکہ حفصیباہ یعنی میری خوشی کلیسیا میں اور پھر بعولاہ یعنی خاوند والی۔ مسیح خود کلیسیا کا دولھا ہوگا۔ یعنی جس طرح دولھا ایک کنواری دُلھن پر ریجھتا ہے اُسی طرح تیرا خدا تجھ پر ریجھیگا دُلھن نے اپنے آپ کو سنوارا ہے۔ زبور ۴۵: ۱۳ و ۱۴ شہزادی گھر کے اندر جلوہ گر ہے۔ اس کا لباس سراسر زرتارکا ہے۔ وہ سوزنی کپڑے پہن کے بادشاہ کے پاس لائی جاتی ہے پھر مکاشفات میں ذکر ہے کہ آؤ ہم خوشی کریں۔ اور نہایت شادمان ہوں اور اُسکی تمجید کریں۔ اس لئے کہ برہ کی شادی آپہنچی اور اُسکی دولہن نے اپنے آپ کو تیار کرلیا اور اُس کو چمکدار اور صاف مہین کتانی کپڑا پہننے کا اختیار دیا گیا ہے۔ کیونکہ مہین کتانی کپڑے مقدس لوگوں کی راستبازی کے کام مُراد ہیں۔ پھر خداوند کلیسیا کے حُسن کو کمال اور جلالی جانتا ہے۔ زبور ۵۰: ۲ صیحون سے جس کے کمال سے خدا جلوہ گر ہوا ہے اس لئے کلیسیا اس کی مدح سرائی کرے اور پاک لوگوں کی جماعت میں اس کی حمد ہو اور اسرائیل اپنے بنانے والے سے شادمان ہو بنی صیحون اپنے بادشاہ کے سبب خوشی کریں۔ کیونکہ خداوند اپنے لوگوں سے خوش ہوتا ہے اور حلیموں کو نجات کی زینت بخشتا ہے۔ اس لئے پاک لوگ اپنی بزرگواری پر فخر کریں۔ اور اپنے بستروں پر پڑے ہوئے بلند آواز سے گایا کریں۔

غزل

رمانے میں میری نو قیر عیسےٰ نے بڑھائی ہے
حرف ایمان اُس پر لاکے عزت میں نے پائی ہے

تلاطم میں پڑا اٹکا ہوا بیڑا ہے عاصی کا
نہیں کچھ غیر سے حاصل تمہیں سے لو لگائی ہو

بچائے کون مجھکو آن کر تیرے سوا عیسےٰ
گرفت اجل ہوں دیتا نہیں کوئی دکھائی ہو

نہیں حاصل ہے کچھ دُنیا سے گر تو زندگی چاہے
پکڑ دامن مسیحا کا ندا اوپر سے آئی ہے

بہت ہے ناز دُنیا کو بتوں کی خودنمائی کا
مگر دل میں میرے عیسےٰ کے رُخ کی ضیائی ہے

تمنا ہے نہیں ساغر کی نہ چاہت ہے ساقی کی
کہ اُس کی صورت انور میرے دل میں سمائی ہو

مسیحا بادِ حق ہے زندگی ہے۔ میرا ایماں ہے
وہی ہادی وہی رہبر میرا مشکلکشائی ہے

(دیکھو ص ۱۱)



نور افشاں

مطبوعہ ۷ اگست ۱۹۲۵ء

عیسائی مبشر و مناد

مسیحی خدام میں ایک غلط اور سراپا لغو خیال یہ پیدا ہوگیا ہے کہ ہندو مسلمان مسیحیت اور مسیحیوں کے دشمن ہیں۔ اس زہریلے اور ناپاک خیال سے بڑھ کر ہمیں آجتک کوئی لغو خیال نہیں ملا۔ جب سے راقم الحروف میدانِ خدمت میں داخل ہوا۔ اُس وقت سے آج تک ہندو مسلمانوں کی مسیحیت اور مسیحیوں سے دشمنی نہیں پائی۔ ہر جگہ ہندو مسلمانوں کی یہی تمنا دیکھی کہ وہ مسیحی کو دیکھیں اس سے مسیحیت کی بابت سُنیں۔ وہ مسیحی سے دوستی کریں اور مسیحی کی مقدور بھر مدد کریں۔ ہندوستان کی تمام خواندہ اور ناخواندہ آبادی کا ہم سے یہی مطالبہ رہا۔ کہ ہمیں مسیحی دکھاؤ۔ مسیحی خادم دکھاؤ۔ مسیحی مخدوم دکھاؤ مسیحی نوکر دکھاؤ۔ مسیحی آقا دکھاؤ۔ مسیحی زندگی دکھاؤ۔ مسیحی کام دکھاؤ۔ مہاتما گاندھی اور قوم کے جملہ ہندو مسلم رہنما آجتک ہند میں یہی شور مچاتے رہے ہیں کہ ہمیں مسیحی اور مسیحی زندگی دکھاؤ۔ وہ ہمیشہ سے مسیحی اور مسیحی خدام کا اپنے فرزند و دیگر احترام کرتے رہے ہیں۔ اُن کے مسیحی ہو جانے کے صدمے صبر کے ساتھ برداشت کرتے رہے ہیں۔ مسیحی ہو کر ہم　　جو اپنے آبا اور برادرانِ قوم کے جذبات زخمی کرتے رہے ہیں۔ وہ آنسو بہا بہا کر صابر رہے ہیں۔ پر اُنہوں نے کبھی دشمنی نہیں کی وہ تو آجتک مسیحی فرزندان خدا کے دیکھنے کے آرزومند ہیں۔ اُنہوں نے خود مسیحیت کی اشاعت میں ہماری ہمیشہ مدد کی ہے۔ ہمیں ہمیشہ اپنے درمیان عزت و احترام سے رکھا ہے۔ پس ہمیں خداوند مسیح کے شاگرد ہو کر اپنے دلوں سے ہمیشہ کے لئے یہ وہم دُور کر دینا چاہیے۔ کہ ہندو مسلمان ہمارے دشمن و بدخواہ ہیں

مذہبی اختلاف رائے کا نام دشمنی نہیں ہے

مذہبی اختلاف رائے خود ہندو قوم میں موجود ہے مذہبی اختلاف رائے خود مسلمانوں میں موجود ہے مذہبی اختلاف رائے خود عیسائیوں میں موجود ہے۔ تو بھی ہندو ہندو ہیں۔ مسلمان مسلمان ہیں۔ عیسائی عیسائی ہیں۔ پس مذہبی اختلاف کو دشمنی خیال کر لینا ہماری سخت غلطی ہوگی۔ ہمیں مسیحیت کے خادم ہو کر دشمنوں کو پیار کرنا بھی فرض ہے۔ پس اگر ہندو مسلمانوں میں سے کوئی ہم سے دشمنی بھی کرے تو بھی ہم تو کسی کو دشمن تسلیم نہیں کر سکتے ہیں اس لئے ہندو مسلمانوں کے دشمن ہونے کے خیال کو ہم ہمیشہ کے لئے رخصت کر دیں۔

ہم نے ہند کے فرزندوں پر اپنے آپ کو خیر اندیش ثابت کرنا ہے۔

آجتک ہم مسیحی خدمت کے معنے صرف انجیل کی منادی کرنا ہی سمجھتے رہے ہیں۔ پر عمل طور سے ہم نے اپنی آبائی اقوام کو یہ بات دکھائی ہے کہ ہمیں غیر مسیحیوں کے دکھ سُکھ سے۔ رنج و راحت سے۔ خوشی ناخوشی سے کوئی واسطہ نہیں۔ ہم مسیحی ہو کر بعض مجبوریوں کی وجہ سے اپنے عزیز و اقارب کو اپنے آبائی گھر اور خاندان کو چھوڑ کر مشن احاطوں میں آ بسے اور اپنے وطن میں ہی پردیسی بن گئے۔ ہم نے نہ صرف اپنی آبائی اقوام کی فلاح و بہبودی کو بھلایا بلکہ اپنے خویش و اقارب کی خیر اندیشی کے خیال کو دل سے مٹا ڈالا۔ ہماری اس طرز عمل نے ہمارے خداوند کی اور اُسکی مسیحیت کی ہموطنوں کی نگاہ میں سخت تحقیر کرائی ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے ہموطنوں کی نظر میں خداوند یسوع مسیح کی اور اس کی انجیل کی عزت ہو تو سب سے پہلے مسیحی خدام کو اپنے طرز عمل سے یہ بات ثابت کر دینا ہے کہ ہم ہندوستانی پادری اور مناد سب سے زیادہ اپنے عزیز و اقارب کے اور اپنی قوم کے بہی خواہ اور خیر اندیش ہیں ہم نے غیر مسیحی اہلِ وطن کے دُکھ سُکھ میں سب سے بڑا حصہ لیکر دکھانا ہے۔ ہم نے مشن احاطوں ہی میں اپنی مسیحیت کو نہیں دکھانا۔ بلکہ عملی طور سے غیر مسیحیوں کو دکھانا ہے تم دنیا کے نور ہو۔ پہاڑ پر بسا ہُوا شہر ہو۔

ہماری تنگ دلی کی ایک مثال

ہمیں یاد ہے کہ ایک جگہ ایک مسیحی رومن کیتھولک جو مُسلمانوں سے عیسائی ہُوا تھا۔ مسلمانوں میں انجیل کی خدمت کرتا تھا۔ وہاں کے مُسلمان اس کی بڑی عزت کرتے تھے۔ ایک روز امام مسجد نے اس سے کہا کہ بابو صاحب آپ جمعہ کے روز نماز کے بعد ہمیں مسجد میں آکر وعظ سنائیں۔ اس نے ان کی اس درخواست کو منظور کر لیا اور فوراً راقم الحروف کے پاس آکر ماجرا بیان کیا۔ ہم نے کہا کہ آپ نڈر ہو کر مسجد میں مسیحیت کا پیغام سنائیں پر مضمون قرآن شریف سے لینا اور مسلم جذبات کا احترام کرتے ہوئے کلام کرنا۔ اُس نے واپس جا کر ایسا ہی کیا۔ جمعہ کے روز وعظ سُنایا۔ مُسلمان اس قدر خوش ہوئے کہ اُس کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے۔ جب اس بات کی خبر وہاں کے عیسائیوں کو ہوئی تو اُنہوں نے نے مشہور کر دیا کہ بابو صاحب مُسلمان ہو گئے بشنری کو بھی حکایت سنائی۔ اُس نے ہمیں بُلا کر بابو صاحب کے پاس بھیجا۔ ہمیں حقیقت معلوم ہی تھی۔ وہاں جا کر عیسائیوں سے دریافت کیا تو وجہ مُسلمان ہونے کی یہ بتلائی کہ اگر وہ مُسلمان نہ ہُوا تھا تو اُس نے مسجد میں وعظ کیوں کیا ہر چند اُنکو سمجھایا گیا مگر اُنکی تسلی نہ ہی ہوئی۔ آخر ان مہربانوں کی مہربانی سے تنگ آکر

اُسے کلمہ گو مسلمان ہونا ہی پڑا۔ آج تک مسلمانوں کو حیرانی اس بات کی ہے کہ ہم لال بیگ کے شہروں پر بیٹھ کر مسیحیت کے پیغام سناتے رہے ہیں۔ ہندو مندر کے پاس کھڑے ہو کر منادیاں کرتے رہے ہیں تو بھی ہم لال بیگ کو یا ہندو دیوتاؤں کو ماننے والے قرار نہیں پائے۔ پر خانہ خدا مساجد میں وعظ سنانے سے ہم پورے مسلمان بنجاتے ہیں۔ یہ محض اسلام کو نہ جاننے اور مسیحیت و اسلام کے باہمی رشتہ کو نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے کہ ہم مسلمان کے معنے منکر مسیح کے لے بیٹھے ہیں۔ درحالیکہ مسلمان وہی ہے جو یسوع مسیح کو مانتا ہے۔ ہمیں ایسی تنگ دلی اور تنگ خیالی اور لاعلمی سے سخت پرہیز کرنا چاہئے۔

شذرات

مسیحیت کی ترقی بڑ یا بوہڑ کے درخت کی طرح ہوتی ہے۔ یہ درخت اپنے تنے سے بڑی بڑی شاخیں نکالتا ہے۔ ان شاخوں سے نئی جڑیں نکل کر زمین پکڑ لیتی ہیں۔ دوسری طرف وہ شاخیں ہوا میں بڑھتی جاتی ہیں۔ جو نئی جڑیں نکلکر زمین پکڑ لیتی ہیں وہ ایک نیا درخت بنا دیتی ہیں۔ جس کی گو تمام قوت اصل درخت سے آتی ہے۔ لیکن نئے درخت رفتہ رفتہ بجائے خود سیلف سپورٹ ہو جاتے۔ ایک مدت کے بعد وہ اپنی تمام خوراک خود پیدا کرنے لگ جاتے ہیں۔ یہی حال مسیحیت کا ہے۔ مسیحیت اقوام میں اپنی نئی شاخیں پھیلا کر اُن کو مسیحیت کی قوت پہنچا رہی ہے۔ وہ شاخیں ہر ایک ملک اور قوم میں اپنی جڑیں قائم کر رہی ہیں۔ کوئی وقت آئیگا کہ ہر ایک قوم و ملک کے مسیحی بجائے خود ایک ایک مسیحی قوم بنجائینگے۔

خدا نے زمین بنی آدم کو دی اُس کی تمام معموری اُن کے استعمال کے لئے عطا فرمائی۔ اس سے اُس کی ضرور یہ غرض تھی کہ زمین پر شہر خدا آباد کیا جائے جو اُس کی سلطنت کا گویا دارالخلافہ ہو۔ وہاں عدل و انصاف بسے۔ راستبازی اور نیکوکاری سکونت کرے۔ وہاں سے ناپاکی اور وحشت نابود ہو۔ وہاں امن و سلامتی سے بنی آدم سکونت کریں۔ خدا کا مقصد زمین کو آباد کرنے کا بنی نوع انسان نے نہایت کم پورا کیا ہے۔

تمام مذاہب کا مقصد خدا کو ڈھونڈنا ہے۔ بنی آدم کو اُس کی تلاش پر آمادہ کرنا ہے۔ لیکن مسیحیت کا مقصد یہ ہے کہ وہ تلاش اور ڈھونڈ میں آئے ہوئے خدا کے ساتھ انسان کو جینا اور خوش وقت ہونا بتلائے۔

زمین پر کسی کو مشکل سے دو مگر یکساں مل سکتے ہیں دو درخت۔ دو جانور۔ دو انسان خواہ وہ جوڑے ہی ہوں دو بھائی۔ دو بہنیں ہر ایک جہت میں یکساں اور ہمشکل نہیں ملسکتے ہیں۔ خواہ ہم بظاہر اُن میں فرق نہ بھی رکھتے ہوں تو بھی فرق ہوگا۔ لہٰذا ہمیں یہ بات سمجھ لینا چاہئے کہ خدا کی نظر میں ہر ایک چیز کی اور ہر ایک شخص کی قدر و منزلت ہے۔ کسی چیز یا شخص کی قدر و منزلت ہماری ظاہری یا باطنی موافقت پر منحصر نہیں ہے۔

اکثر اصحاب اپنی زندگی کی دنیوی مشکلات کی وجہ سے دکھ بیماریوں اور رزق کی تنگی کی وجہ سے اہل ظلم کے جور و تشدد کی وجہ سے۔ اپنی کمزوریوں اور ناتوانیوں کے سبب سے اپنی زندگی کو۔ اپنی شخصیت کو ایسا ناچیز اور بے حقیقت خیال کرنے لگتے ہیں کہ اُس کی قدر و منزلت کا خیال۔ اُس کی قیمت و طاقت کا خیال کھو بیٹھتے ہیں۔ مخالفین کے طعن و تشنیع کو درست سمجھنے لگتے ہیں اور یہ خیال دل میں جگہ پکڑ لیتا ہے۔ کہ میں یہ سچ مچ ایک بے حقیقت شخص ہوں۔ آہ اگر ایسے حالات و اسباب کے درمیان انسان اس بات کو سوچے کہ میں خدا کی نظر میں کیا ہوں؟ جس نے مجھے انسانی شخصیت دی۔ جس نے میرے لئے زمین و آسمان کی برکتیں اور نعمتیں بخشیں۔ تو وہ مایوس انسان ایک دم بیدار ہو سکتا ہے۔ اُسکی نظر میں اُسکی گئی گذری قدر و منزلت ایک دم اسے نظر آ سکتی ہے۔ وہ ایک دم مرد میدان بلکہ شیر کا بچہ بنکر اپنے مخالف اسباب سے جنگ کر کے انہیں شکست فاش دے سکتا ہے۔ یاد رکھو کہ تم وہ نہیں ہو جو غیروں کی نظروں میں ہو۔ پر تم وہ کچھ ہو جو تم اپنی نظر و آگاہی میں ہو سکتے ہو۔

ایک انگریز شاعر کا قول ہے کہ میں خوبصورتی پھولوں میں پاتا ہوں اور امید آسمان کے ستاروں میں دیکھتا ہوں۔ پر محبت بنی نوع انسان کے چہروں میں پاتا ہوں۔

ہمارے ہندو بزرگ اور فلاسفر بعید زمانہ سے یہ گیت گاتے آئے ہیں کہ مادہ بذات خود برائی ہے ہمیں اُس کی گرفت سے رہائی حاصل کرنا چاہئے مگر مسیحیت ہمیں یہ بتلاتی ہے کہ فطرت یا انتظام قدرت خدا کے جلال کا ظاہر کرنے والا ہے۔ آسمان خدا کا جلال بیان کرتے ہیں اور فضا اُس کی دستکاریاں دکھاتی ہے۔

خدا کی صداقت کی رویتیں دیکھنے کے لئے لوگوں نے عجیب و غریب ڈھنگ تجویز کئے ہیں کسی نے چلہ کشی تجویز کی ہے۔ کسی نے ترک دنیا تجویز کی ہے۔ کسی نے کچھ کسی نے کچھ مگر مسیحیت نے انسان کی کاروباری زندگی میں صداقت کی رویتیں رکھی ہیں۔ اور زندگی کے مشاغل ہیں ان صداقتوں کو ظاہر کرنے کی تاکید فرمائی۔ تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے چمکے۔ جنگل میں مور ناچا تو کس نے دیکھا؟

جیسے کہ شہباز یا عقاب جیسے پرندے بطخ کے انڈے سے پیدا نہیں ہوتے اور شیر گیدڑوں کے بچوں سے نہیں بنتے۔ ایسے ہی اعلےٰ اور شریف خصلت و سیرت کے لوگ خودغرض اور خود پرست

زندگی کے انڈوں سے نہیں پیدا ہوتے ہیں۔

حکمای مشائین کے فلسفہ
الواحد لا یصدر عنہ الا الواحد
پر
ایک محققانہ نظر

نمبر چہارم

اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ ذات باری تعالیٰ بہ صفات ثبوتیہ حقیقیہ لا تعد ولا تحصٰی وبمرتبہ اقل صفات علم۔ قدرت۔ حیات۔ قوت۔ سُننا۔ دیکھنا۔ ارادہ کرنا چاہنا۔ کرنا۔ پیدا کرنا۔ روزی دینا۔ اور کلام کرنا (و هی العلم والقدرۃ والحیاۃ والقوۃ والسمع والبصر والارادۃ والمشیۃ والفعل والتخلیق والترزیق والکلام) سے ازلاً ابداً متصف ہے۔ اور یہ صفات ثبوتیہ حقیقیہ عین ذات ہیں یعنی ذات و صفات دونوں شے واحد ہیں۔ اور دونوں میں ایسا اتحاد ہے کہ کچھ مباینت نہیں تو یہ اعتقاد بھی محض سفسطہ پر مبنی ہے۔ کیونکہ صفات ثبوتیہ حقیقیہ وہ ہیں کہ جنکا تحقق و ترتب اثر غیر پر موقوف نہ ہو۔ پس جبکہ خدا تھا۔ اُس کے ساتھ کوئی شے نہ تھی اور خود کوئی منتزع و معتبر تھا۔ بلکہ ہموارہ و پیوستہ ذات باری ازلاً صفات ثبوتیہ حقیقیہ سے متصف تھی۔ تو کیونکر انکار ہو سکتا ہے کہ ذات و صفات دونوں میں امتیاز نہ تھا۔ اور دونوں شے واحد تھی۔ اور ذات بعینہ صفات تھی۔

اگرچہ اقرار صفات لفظاً ہے۔ مگر معناً صفات کی کوئی حقیقت ذات کے علاوہ ثابت نہیں ہے۔

لہٰذا مرتبہ ذات میں واجب تعالےٰ کو عدم صفات لازم ہے۔ اس کے علاوہ بہ اعتبار منطق و فلسفہ ذات و صفات میں عینیت محال ہے۔ کیونکہ قائم بالذات جوہر کو ذات کہتے ہیں (حالانکہ واجب تعالیٰ جوہر نہیں کیونکہ جوہر سے مراد جزو لا یتجزےٰ ہے۔ اور خدا تعالیٰ جوہر اس وجہ سے نہیں ہے کہ جوہر جزو جسم ہے اور متحیز بھی ہے۔ اور خدا تعالےٰ جسم اور حیز سے منزہ ہے۔ پس وہ جوہر نہیں۔ کیونکہ جوہر اور عرض ہر دو ممکن ہوتے ہیں اور خدا تعالےٰ ممکن نہیں ہے) اور قائم بالغیر کو صفات کہتے ہیں۔ پس دونوں کو ایک ہی سمجھنا اوّل درجہ کی جہالت ہے۔

اگر کوئی کہے کہ ہم صفات باری تعالےٰ کی عینیت کے قائل ہیں۔ مگر انتزاعی مانتے ہیں۔ تو یہ اعتقاد بھی تین صورتوں سے خالی نہیں ہو سکتا۔ (۱) بصورت اول یا تو بہ اعتبار تحقق آثار مغایرہ منشاء متعدد ماننے پڑینگے۔ جس سے تعدد قدما بالذات لازم آئیگا۔ یا ترکیب حقیقی لازم آئیگی۔ یہ واجب بالذات ہے۔ بصورت ثانی اگر صفات انتزاعی بہ لحاظ اعتبار معتبر ہونگے۔ تو فی نفسہ آثار حقیقیہ سے انکار لازم آئیگا۔ اور نیز بمرتبہ ذات خلو صفات لازم آئیگا۔ اور یہ قول کہ ذات باری تعالےٰ ازل سے متصف ہوگی تو یا ترکیب ثابت ہوگی یا ذو الماہیت ہونا لازم آئیگا۔ اس لئے کہ جب صفات باہم متغایر ہوئے تو جب ایک کے ساتھ ذات عین ہوتی۔ تو یہ ایک ماہیت ہوتی۔ اور جب دوسرے غیر کے ساتھ عین ہوتی۔ تو یہ دوسری ماہیت ہوتی۔ غرضیکہ ذات واحد بسیط و مجرد کا ذو الماہیت ہونا ثابت ہوگا۔ جو محال عقلی ہے۔

عوام الناس کا مسلمہ عقیدہ ہے کہ وَلَہٗ صفات ازلیۃ قائمۃ بذاتہ۔ اور اللہ تعالےٰ کے لئے صفات قدیمہ ثابت ہیں۔ جو اُس کی ذات سے قائم ہیں۔

کیونکہ صفت وہی ہو سکتی ہے جو موصوف کے ساتھ قائم بھی ہو۔ اگر موصوف کے ساتھ قائم نہ ہوئی تو وہ صفت کیا ہوگی۔ صفات دو قسم کی ہیں۔ ایک سلبی دوسرے ثبوتی۔ صفات سلبی وہ ہیں جن سے خدا تعالیٰ کی ذات مُبرا ہے۔ جیسے جسم نہ ہونا۔ جوہر نہ ہونا عرض نہ ہونا۔ محتاج نہ ہونا اور صفات ثبوتی وہ ہیں۔ جو خدا تعالےٰ کی ذات میں پائے جاتے ہیں اور اُن کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک صفات ذات۔ دوسرے صفات فعل۔ صفات ذات صفات حقیقی اور کمالی ہیں اس کی ذات مقدس سے اُن کا انفکاک محال ہے۔ اس لئے کہ ایسی صفات اُس ذات پاک کی کمالات میں سے ہیں۔ پس اُن سے اُس ذات پاک کا خالی ہونا موجب نقصان و احتیاج ہے۔ نقصان اور احتیاج کو امکان لازم ہے۔ اور اللہ تعالےٰ امکان سے بری ہے۔ اور وہ صفات کمال اشاعرہ کے نزدیک سات ہیں۔ حیات۔ علم۔ قدرت ارادہ۔ سمع۔ بصر۔ کلام۔ ماتریدیہ نے (حنفی لوگ امام ابو منصور ماتریدی کے قول کے تابع ہیں۔ اس سبب سے اُن کو ماتریدیہ کہتے ہیں) اُن پر صفت تکوین زیادہ کرکے آٹھ صفات قرار دی ہیں۔ اور صفات فعل ذات کے آثار ہیں کہ فی الحقیقت اُن کے ساتھ متصف ہونا کمال نہیں۔ بلکہ اُن پر قابو رکھنا کمال ہے۔ مثلاً پیدا کرنا حقیقت میں کمال نہیں ہے۔ جس کا ذات باری سے جدا ہونا محال ہوتا۔ بلکہ پیدا کرنے پر قدرت حاصل ہونا کہ جس زمانہ میں اس کی ضرورت ہو وقوع میں آسکے یہ کمال ہے۔ پس یہ ممکن نہیں کہ حق تعالےٰ ایک زمانہ میں تو پیدا کر سکتا ہو۔ اور دوسرے زمانہ میں پیدا نہ کر سکتا ہو۔ اسی طرح رازق ہونا۔ زندہ کرنا مارنا۔ ان سب پر قدرت ہونا کمال ہے۔ علماء اس بات کے قائل ہیں کہ خدا تعالےٰ زندہ ہے اور زندگی اُس کی صفت ازلی ہے۔ اور وہ عرض نہیں ہے



اسی واسطے اس کے لئے فنا بھی ممکن نہیں۔ بخلاف عرض کے کہ اسکو بقا محال ہے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ عالم ہے اور علم اس کی صفتِ ازلی ہے۔ تمام ممکنات اور ممتنعات سے متعلق ہے۔ چونکہ وہ عرض نہیں اسلئے واجب البقا ہے۔ اسی طرح باقی اور صفات بھی اللہ تعالیٰ کی ازلی ہیں۔ اعراض اور کیفیات نہیں ہیں۔ اختلاف اسبات میں ہے کہ اشاعرہ کہتے ہیں کہ صفات آلٰہی ذات واجب تعالےٰ پر زائد ہیں۔ وہ عالم ہے ایک علم کے ذریعہ سے۔ اور قادر ہے قدرت کے ذریعہ سے۔ اور مرید ہے ارادہ کے وسیلہ سے۔ اور سمیع ہے سمع کے توسط سے۔ اور بصیر ہے بصر کی وجہ سے۔ اور حی ہے حیات کے سبب سے۔

اب کئی علما کہتے ہیں کہ "اللہ تعالےٰ کے صفاتِ حقیقی یعنی صفات کمال اس کی ذات پر زائد نہیں ہیں بلکہ ذات اور صفت دونوں ایک ہیں۔ عین ذات سے سب اوصاف کے کام نکلتے۔ مگر صفات آلٰہی کے انکار میں تعطیل لازم آتی ہے اور صفات باری تعالےٰ کو اس کی ذات پر زائد مانتے میں بہت سے معبود اور قدما ثابت ہوتے ہیں"۔ جیساکہ علمائے مشائین کا خیال ہے جسکو بوضاحت اوپر کی سطور میں قلمبند کرچکے ہیں جب تک خدا تعالےٰ کو واحد حقیقی بسیط ومجرد مانا جائیگا تب تک یہ اعتراضات کسی صورت سے بھی دور نہیں ہوسکتے ہیں۔ مندرجہ بالا اعتراضات لاردہیں۔ آج تک کسی نے اس کی تردید نہیں کی

اس قسم کے لاردہ اعتراضات سے بچنے کے لئے ماتریدیہ نے ایک تیسرا مذہب اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ **وھی لاھو ولاغیرہ**۔ یعنی وہ صفات ذاتِ آلٰہی کے نہ عین ہیں نہ غیر ہیں

لیکن یہاں سوال تو یہ ہے کہ صفات بمقابلہ ذات باری تعالےٰ عین ہیں۔ یا غیر؟ یا بعض علمانے عین وغیر نہ ہونے کی تشریح یہ کی ہے کہ وصف عین موصوف نہیں ہوتا۔ لہذا صفات عین نہیں ہیں۔ اور نہ امر بذات بھی نہیں۔ لہذا غیر ذات نہیں ہیں۔ کیا یہ سفسطہ نہیں تو اور کیا ہے؟ بعض علما یہ کہتے ہیں کہ چونکہ صفات ثبوتیہ وجودیہ کا لامحالہ مفہوم ہر احدی صفات جداگانہ ہے۔ لہذا اُن کو عین ذات کہنا غیر مناسب ہے۔ اور جدا اور غیر کہنا اس لئے غیر مناسب ہے کہ اُن کا ذات سے جدا ہونا ممکن نہیں ہے۔ گویا ذات وصفات باری تعالےٰ میں تعلقِ لازم وملزوم ہے؟ اب سوال یہ ہے کہ صفات بمقابلہ ذات عین ہیں یا غیر؟ اس کا جواب یہ نہیں ہوسکتا کہ صفات کا تعلق ذات کے ساتھ لازم وملزوم کا ہے۔ فرض کر لیجئے کہ عین وغیر نہ ہونے سے یہی مراد ہے تو ظاہر ہے کہ لازم وملزوم ہمیشہ غیر ہوتے ہیں ایک دوسرے کے عین نہیں ہوتے۔ پس ہر دو اجزاء سے ترکیب لازم آئیگی۔ جو منافی ذات واحد حقیقی بسیط ہے۔ اور علاوہ اس کے بوجہ حدوثِ تعلقِ لازم وملزوم ذات واجب تعالےٰ دونوں صورت سے حادث ثابت ہوگی اور پھر صفات واجب بداہتاً عارض اور ذات معروض ہوگی۔ اگر کوئی یہ کہے کہ عوارض عین ذات معروض ہیں تو یہ امر خلاف عقل ہے۔ اس لئے کہ عارض ہمیشہ محتاج معروض ہوتا ہے اور حال ومحل دونوں کبھی ایک نہیں ہوتے جبکہ عارض حقیقتاً عارض ہو اور معروض معروض ہو تو دونوں میں بیّن فرق ہے۔ عارض ومعروض اور لازم وملزوم کا اطلاق وہاں ہوتا ہے۔ جہاں دونوں کے تعلق کی جو امر آخر ہے کوئی علت غیر ہو۔ اس لئے کہ تعلق فی نفسہ علت کا مقتضی ہے۔ پس معروض وعارض سے تو کوئی تعلق لازم وملزوم کی علت ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ عین العلت تجرّد اور علیحدگی عارض ومعروض اور لازم وملزوم لازم آئیگی اور یہ محال ہے۔ لہذا بہرحال کوئی غیر علت ثابت ہوگی اور ذات واجب تعالےٰ مع اپنی صفات لازمہ کے محتاج غیر ہوگا اور یہ منافی ذات واجب بالذات ہے۔ علاوہ بریں فعل حدوث از تعلق ذات عارض ومعروض لازم وملزوم میں انفکاک ثابت ہوگا پس یا تعدد قدما بالذات ثابت ہوگا یا مرتبہ ذات خلو صفات ذات واجب کو لازم آئیگا اور اگر صفات ذات باری تعالےٰ کو منفصل مانیں تو صریحاً تعدد قدما بالذات ثابت ہوگا اور استکمال بالغیر لازم ہوگا۔ دیکھو شرح ہدایۃ الحکمۃ عربی۔

پس مندرجہ بالا دلائل وبراہین سے صاف ظاہر وباہر ہے کہ اگر واجب تعالےٰ کو واحد حقیقی بسیط مجرد تسلیم کر لیا جائے تو اُس سے ایک شے کا صادر ہونا تو درکنار ایک شے بھی صادر نہیں ہوسکتی۔ اگر بالفرض ہو بھی تو وہ بالایجاب واضطراری ہوگی۔ نہ کہ اعتباری واختیاری۔ اور اس صورت میں خدا تعالےٰ ہرگز ہرگز فاعل مختار ثابت نہیں ہوسکتا۔

چونکہ واحد حقیقی بسیط ومجرد خدا کبھی قابل وفاعل ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے نفی صفات کا بالضرور قائل ہونا پڑیگا۔ کیونکہ اگر خدا تعالےٰ واحد حقیقی بسیط ومجرد فرض کر لیا جائے تو وہ اُس کے ساتھ نرگُن بھی تسلیم کرنا پڑیگا۔ اور کوئی صفت اُس کی ذات کے ساتھ ازروئے فلسفہ منسوب ہو ہی نہیں سکتی۔ پس واحد حقیقی بسیط ومجرد خدا نہ تو خالق دنیا ٹھہر سکتا ہے اور نہ اُس کا دنیا کے ساتھ کوئی تعلق ثابت ہوسکتا ہے۔ پس ایسا خدا ہوا تو کیا ہوا؟ اگر مولینا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے پیشوائے احمدیاں اور خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری محمد صادق صاحب قادیانی اور مولوی عصمت اللہ صاحب اور مولینا عبدالحق صاحب وغیرہ وغیرہ

چو توحید اسلامی پر نازاں ہو کر بغلیں بجایا کرتے ہیں توحید الٰہی کا کچھ بیان از روئے قرآن پیش کریں تو راقم الحروف اُن کا از حد ممنونِ احسان ہوگا۔ سورہ اخلاص کی سلبی تعریف کی ضرورت نہیں۔ صرف واحد حقیقی بسیط کی تعریف و اوصاف از روئے قرآن پیش کریں۔ تاکہ آپ صاحبان کی طبع آزمائی بھی دیکھ لی جائے اور وحدت حقیقی کا حال بھی معلوم ہو جائے۔

بشپ لیفرائی ٹریننگ سکول

چرچ مشنری سوسائٹی پنجاب میں جس قدر خدا کی بادشاہت کے پھیلانے میں قابل قدر کام کر چکی اور کر رہی ہے۔ اس سے پنجابی مسیحی عمدگی سے واقف ہیں۔ سوسائٹی کی جانب سے لاہور میں سینٹ جانس ڈوینٹی کالج ڈیکنوں اور پریسٹوں کی دینی تعلیمات کے لئے جاری ہے۔ چند سالوں سے سوسائٹی نے منادوں کی تعلیم الٰہیات کے لئے کلارک آباد ضلع لاہور میں "بشپ لیفرائی ٹریننگ سکول" کا اجرا کیا ہوا ہے۔ جو کہ ایک نہایت قابل تعریف خدمت انجام دے رہا ہے۔

جب سے یہ سکول کھلا۔ بہت سے لوگ تعلیم پا کر ملک کے مختلف حصص میں دینی خدمات کی انجام دہی میں مصروف ہیں۔ سب سے پہلے یہاں پادری اے ڈنگرتھ صاحب پرنسپل مقرر ہوئے۔ جو کئی سال تک اسی جگہ مامور رہے۔ اس سال کے آغاز سے سوسائٹی نے پادری قاضی خیر اللہ صاحب کو جو کہ ۱۹۱۲ء سے سینٹ جانس ڈوینٹی کالج لاہور میں پروفیسر چلے آتے ہیں۔ کلارک آباد میں پادری ڈنگ ورتھ صاحب کی جگہ مامور کر کے بھیج دیا۔

اس سکول میں ویلج ریڈر اور ریڈر دیہاتی خدمت کے لئے تیار کرائے جاتے ہیں۔ مقررہ میعاد کورس شروع اکتوبر سے جولائی کے آخر تک یعنی دس ماہ ہے مگر چند وجوہ سے قاضی صاحب کو یہ تمام نصاب ختم کرانے کے لئے صرف ۶ ماہ دئے گئے۔ آپ جنوری میں سکول ہذا میں پہنچے۔ جہاں مختلف مقامات سے ۱۲ طلبا جن میں ۲ نو مرید تھے بھیجے گئے۔ نو مریدوں کو صرف مطالعہ بائبل اور باقی دس کو جملہ مضامین کی تعلیم حاصل کرانا تھی۔ مگر ایک مشنری صاحب نے اپنے آدمی کو صرف دو ماہ کے مطالعہ کے ہی بعد واپس بلا لیا معلوم ہوتا ہے کہ اس کی دینی تعلیم پہلے ہی کافی تھی و ایک طالب علم امتحان سے ایک ماہ پیشتر فوت ہو گیا۔ قاضی صاحب کی لیاقت اور محنت دونوں نے متحد ہو کر ایسا کام کیا کہ اول تو دس ماہ کا نصاب ۶ ماہ ہی میں ختم کرا دیا اور پھر نتیجہ امتحان بھی قابلِ تعریف نکلا۔ سنا ہے کہ آٹھ طلبا میں سے سات اعلیٰ نمبر حاصل کر کے کامیاب ہوئے اور ایک طالب علم صرف ایک مضمون میں چند نمبروں کی کمی سے رہ گیا۔

ایک اور نہایت ہی حوصلہ افزا بات یہ ہے کہ قاضی صاحب اس بڑھاپے کے عالم میں بھی ہم جوانوں سے زیادہ مستعد اور سرگرم کار نکلے ہیں۔ سنیچر کے روز جبکہ سکول ہذا میں تعطیل ہوا کرتی تھی آپ اپنے شاگردوں کو ہمراہ لیکر باہر دیہات میں منادی کی غرض سے نکل جاتے اور غیر مسیحیوں کو خدا کی بادشاہت کی خوشخبری سناتے اور اتوار کو مسیحیوں میں کام کرتے تھے۔ مسز خیر اللہ صاحبہ طلبا کی بیویوں کو مذہبی تعلیم دیا کرتی تھیں۔ یہ بھی سنا گیا ہے کہ قاضی صاحب کے بشارتی کام سے کلارک آباد کے نواح میں لوگ بکثرت متلاشی ہو گئے ہیں۔ ہر جگہ کی اُستادی کے ٹھیکہ دار قاضی صاحب ہی ہیں۔

خدا سی۔ ایم۔ ایس کے کام اور قاضی صاحب کی محنتوں پر زیادہ برکت نازل کرے۔ تاکہ خدا کے جلال کے لئے اس کے بندوں کو تیاری کا موقع ملے قاضی صاحب اب پھر سینٹ جانس ڈوینٹی کالج لاہور میں اپنے کام پر واپس تشریف لے آئے ہیں۔ آپ کو بھی اچھا موقع ہاتھ آیا ہے کہ طلبا کو پہلے کلارک آباد جا کر ریڈر بنائیں اور پھر لاہور میں آ کر پادری کے درجہ تک پہنچا دیں۔ اس کامیابی کے لئے ہم پادری صاحب کو صدق دل سے مبارکباد دیتے ہیں۔ دعا ہے کہ آپ کے شاگرد بڑھیں اور خدا کا جلال زیادہ ہو۔

نحان

ریل کا سفر

نارتھ انڈیا کرسچن ٹریکٹ اینڈ بک سوسائٹی الٰہ آباد کی طرف سے ہینڈبل بنا ہیزنس ریویو ہمارے پاس بھیجا گیا ہم نے اسے پڑھا اور نہایت مفید سمجھا۔ ناظرین کرام کی آگاہی کے لئے بجائے ریویو اسے ہی درج اخبار کرنا مناسب خیال کیا تاکہ ناظرین کرام اپنے علاقہ کے اردوخواں اصحاب میں تقسیم کرنے کے لئے سوسائٹی مذکور سے حسب ضرورت منگالیں۔ ایڈیٹر

باپ دادوں کے زمانے کی بہ نسبت اس موجودہ زمانے میں سفر کرنا بہت آسان ہے۔ اُسوقت لوگ یا تو پیدل یا گھوڑوں پر سوار ہو کر یا بیل گاڑیوں کے ذریعہ سفر کرتے تھے۔ اُن میں سے ہر ایک حالت میں بہت دیر لگتی تھی۔ لیکن آجکل ہم کلکتہ سے بمبئی تک ۴۳ گھنٹے میں طے کر سکتے ہیں۔

لیکن اب بھی مسافروں کو بہت باتوں میں ہوشیاری کرنا ضرور ہے۔ ورنہ منزل مقصود تک پہنچنا دشوار ہوگا۔ بڑے بڑے شہروں میں ایک سے زیادہ ریلیں ہیں۔ اسلئے پہلے یہ دریافت کرنا چاہیے کہ میری گاڑی کس سٹیشن سے چلتی ہے؟ پھر یہ کہ وہ گاڑی کس وقت روانہ ہوتی ہے؟ اگر درمیانے یا تیسرے درجے میں سفر کرنے کا ارادہ ہے تو یہ دریافت کرنا کہ گاڑی میں بیٹھنے کی اجازت ہے یا نہیں! یہ بھی جاننا بہت ضروری ہے کہ اس سفر میں کسی جنکشن پر گاڑی بدلنی پڑیگی یا کہ نہیں؟ تاکہ سفر کرنے میں کوئی غلطی نہ ہو۔ پھر جگہ جگہ پر ٹکٹ بھی دکھانے کی ضرورت پڑتی ہے تاکہ مسافروں کو اطمینان ہو کہ سفر درستی سے ہو رہا ہے۔

انسان کی فانی زندگی ایک طرح کا سفر ہے اور جیسے کہ ریلگاڑیاں پورب پچھم اُتر دکھن ہر چہار طرف جاتی ہیں۔ ویسے ہی دنیا کے لوگ بھی مختلف راستوں پر سے گذرتے ہیں لیکن ہر ایک کی دلی خواہش یہی ہے کہ آخرکار ہیں خدا کے حضور پہنچوں۔ اس سفر میں بھی ہوشیاری اور بیداری کی بڑی ضرورت ہے۔ نہیں تو بھول چوک کی وجہ سے ایسے انجام تک پہنچنے کا خطرہ ہے جسے کوئی مسافر نہیں چاہتا۔ میری دلی خواہش ہے کہ یہ پرچہ کل ناظرین کے لئے ٹکٹ دکھانے کی مانند ہو تاکہ ہر ایک معلوم کرے کہ میرا سفر ٹھیک ہو رہا ہے کہ نہیں۔

کتاب مقدس میں خداوند مسیح کی نسبت یہ لکھا ہے کہ مسیح نے بھی یعنے راستباز نے ناراستوں کے لئے گناہوں کے باعث ایک بار دکھ اُٹھایا تاکہ ہم کو خدا کے پاس پہنچائے ۱ پطرس ۳: ۱۸ اس بیان سے ہم کو یہ اطمینان حاصل ہوتا ہے کہ خداوند یسوع اس سفر میں خدا کے پاس پہنچا سکتا ہے اور خدا ہی کے پاس پہنچنا ہر ایک شخص کی دلی آرزو ہے مگر گناہ آلودہ آدمیوں کے لئے خدا کے پاس آنا مشکل ہے۔ کتنے ہی مذہبی ہادیوں اور اُستادوں نے بڑی کوشش کرنے کے بعد یہ اقرار کیا کہ گناہ کے باعث جو عمیق غار خدا کے اور ہمارے درمیان ہو گیا ہے اُس کے پار اُترنا ہمارے امکان سے باہر ہے۔ لیکن خدا کا شکر ہو کہ اُس نے خداوند یسوع مسیح میں ہو کے اس دنیا کا میل ملاپ اپنے سنگ کر لیا۔ اور اس نے میل ملاپ کا کام ہمیں سونپ دیا ہے ۲ کرنتھی ۵: ۱۹ مبارک منجی کی قدرت لامحدود اور اُسکی لیاقت لاثانی ہے۔ جیسا کہ اُسکے ایک شاگرد نے اُسکے حق میں لکھا ہے "اور کسی دوسرے کے وسیلے سے نجات نہیں۔ کیونکہ آسمان کے تلے آدمیوں کو کوئی دوسرا نام نہیں دیا گیا جس کے وسیلے سے ہم نجات پا سکیں۔ اعمال ۴: ۱۲ بیشک وہ ہمیں خدا کے پاس پہنچانے میں کسی طرح قاصر نہیں ہے۔ جس کسی نے اس پر بھروسہ کیا۔ وہ منزل مقصود پر پہنچ گیا۔ اگر ہمارے اور خدا کے درمیان گناہ کے باعث غار ہو گیا ہے تو وہ ہمیں اس کے پار کر سکتا ہے۔ اگر مشکلات کے پہاڑ روکتے ہوں تو وہ اُن پر بھی ہم کو چڑھا کے سلامتی سے پار پہنچا دیا۔ جیسے اُس نے اپنے شاگردوں کی نسبت کہا۔ ویسے ہی آخر میں ہماری بابت کہیگا کہ "میں نے اُن کی حفاظت کی"۔

ایک روز ایک نوجوان کلکتہ کے اسٹیشن پر گیا۔ اور بنارس جانے والی گاڑی دریافت کر کے پلیٹ فارم پر آیا۔ اس نے دیکھا کہ انجن لگا ہوا ہے۔ اور گاڑی چھوٹنے والی ہے۔ لیکن سب ڈبے بھرے ہوئے ہیں کہ بیٹھنے کی کہیں جگہ نہیں۔ اسکی نظر ایک آخری ڈبے پر پڑی۔ جو خالی تھا۔ وہ خوب صاف ستھرا تھا۔ سو اس نے اُس میں گھس کے اپنا بستر بچھا دیا لیکن تھوڑی دیر کے بعد گارڈ نے آکر کہا کہ تم اس گاڑی سے اُتر جاؤ۔ اُس جوان نے کہا کہ کیوں؟ اس گاڑی میں کیا نقص ہے؟ گارڈ نے جواب دیا کہ نقص تو کچھ نہیں مگر انجن سے الگ ہے۔ سو وہ کہیں نہیں جائیگی۔ لہٰذا اُس جوان کو اُس میں سے اُتر کر دوسرے ڈبے میں جگہ تلاش کرنی پڑی۔

عزیزو اس زندگی کے سفر میں کتنے اس جوان کی مثل ہیں۔ وے گویا نیک نیتی کی گاڑی پر سوار ہیں لیکن یاد رکھئے کہ جب تک وہ گاڑی مسیح کے ساتھ جڑی نہ ہو تو وہ ہمیں کہیں پر بھی پہنچا نہ سکیگی۔ نیک نیتی رکھنا تو بہت آسان ہے۔ مگر ہم تھوڑی دیر میں بھول جاتے ہیں۔ یا غافل ہو کر ٹھوکر کھاتے ہیں اور یوں ہماری نیک نیتی لاحاصل ٹھہرتی ہے۔ نیک نیتی میں اتنی قوت نہیں کہ وہ ہمیں خدا کے پاس پہنچا سکے۔ لیکن جب ہم مسیح کے ساتھ لگے رہتے ہیں تو اُس کی طاقت سے ہمیں کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ اور اس کی مدد سے ہم منزل مقصود پر پہنچ جاتے ہیں۔

بڑے بڑے اسٹیشنوں پر مسافروں کی ہدایت کے لئے تختے لگے رہتے ہیں جن پر صاف اور بڑے بڑے حروف میں یہ لکھا رہتا ہے کہ بمبئی کی گاڑی دہلی کی گاڑی۔ عزیزو وہ شخص کیسا نادان ہوگا کہ

جو جانا تو چاہے دہلی کو مگر بمبئی کی گاڑی میں بیٹھ جائے۔ وہ کس طرح دہلی کو پہنچیگا؟ اس ہماری سفر میں کتنے ایسے ہیں جو دنیاداری اور عیش و عشرت کی گاڑی میں بیٹھے ہوئے آسمانی اجر کی انتظاری کر رہے ہیں۔ کتنے ذات پر ناز کرتے ہیں اور کتنوں کو خاندانی فخر ہے۔ کتنے خوشنما اور ظاہری بیتیرے ریت و رسم پر بھروسہ رکھتے ہیں وے ان گاڑیوں میں بیٹھے ہوئے کبھی خیال نہیں کرتے کہ ان طریقوں سے خدا سے نہیں مل سکتے۔ بلکہ روز بروز اُس سے اور دور ہٹتے جاتے ہیں۔ اُن کی گاڑی پڑوسیوں کی نظر میں تو اچھی اور مقبول ہے۔ مگر اُس کے ذریعہ خدا تک نہیں پہنچ سکتے۔ ہم میں سے ہر ایک کو یہ تحقیق کر لینا چاہئے کہ میں اپنی زندگی مناسب طریقے سے بسر کر رہا ہوں یا کہ نہیں؟ کیا مجھ میں خدا کے حضور پہنچنے کی علامتیں ہیں؟ میں راستبازوں کی صحبت میں ہوں یا کہ شریروں کی؟ کیا میرے ساتھی خدا کی راہ پر چلنے والے ہیں یا کہ میخواری، تاش بازی اور عیش و عشرت میں اپنا وقت اُڑاتے ہیں؟

اس سفر میں خُدا نے ان سب مسافروں کے لئے انتظام کیا ہے جو قصداً یا سہواً خدا کی طرف پیٹھ دکھا کر ہلاکت کی راہ پر جا رہے ہیں۔ خدا نے توبہ کا جنکشن رکھا ہے تاکہ جو کوئی اپنی پُرانی چال کے خطرناک انجام کو دیکھ کر اس سے بچنا چاہے تو وہ پُرانی باتوں سے الگ ہو کے گویا نئی گاڑی بدل لے اور یسوع مسیح کا پیرو ہو کے اُس کے ساتھ ساتھ چلے تاکہ وہ اُسے خدا کے حضور میں پہنچا دے۔

مسیح پر بھروسہ رکھنے کے برابر حفاظت کا کوئی اور وسیلہ نہیں ہو سکتا۔ اگر ہم کو اس زندگی کے گناہوں اور امتحان کا خیال ہو تو یہ بات یاد رکھنا چاہئے کہ وہ (مسیح) ساری باتوں میں ہماری طرح آزمایا گیا۔ تاہم بے گناہ رہا۔ عبرانی ۴: ۱۵۔ اگر ہم کو موت کا ڈر ہے تو وہ موت پر غالب ہوا ہے۔ جب وہ مارا گیا تو خدا نے تیسرے روز اُسکو زندہ کر کے دنیا پر یہ بات ثابت کی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے۔ اور اُس سے ہمیں تسلی ملتی ہے کہ وہ نہ صرف راہ جانتا ہے بلکہ وہ خود راہ ہے۔ جیسا کہ اُس نے کہا کہ راہ . . . . . میں ہوں"۔ چنانچہ جو کوئی اپنے گناہوں سے توبہ کر کے خداوند مسیح پر بھروسہ رکھتا ہے اُسے وہ خدا کے حضور پہنچائیگا۔ اور خدا اپنے پیارے بیٹے کے سبب سے اُس آدمی کے سارے گناہوں کو معاف کر کے اُسے ایک نیا دل بخشیگا۔

سو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ خداوند یسوع مسیح کو خدا کے پاس پہنچانے کا اختیار ہے۔ مگر شاید کوئی یہ پوچھنا چاہے کہ اُس نے یہ اختیار کہاں سے حاصل کیا؟ یہ نہایت بھاری کام ہے اور ہم اپنے کو کسی نا تجربہ کار سیاح دھوکہ باز ہادی یا پیشوا کے سپرد کرنا نہیں چاہتے۔ کیا ثبوت ہے کہ مسیح ہمارے کام آئیگا؟ اس نے یہ درجہ کہاں سے پایا؟ ان سب سوالوں کا جواب یہ ہے کہ اُس نے راستباز ہو کے ناراستوں کے لئے "دکھ اُٹھایا"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہم لوگوں کے گناہوں کی خاطر مصلوب ہوا اور ہمارے ہی بچانے کے لئے اُس نے اپنی جان دی تاکہ وہ ہمیں خُدا کے پاس پہنچائے۔

اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے؟ اور اس سے بہتر اور مضبوط بنیاد اور کیا ہو سکتی ہے کہ اُس نے دُکھ اُٹھایا تاکہ ہمیں خدا کے پاس پہنچا دے۔

خداوند مسیح نے خود اس زندگی کی تمثیل اس طرح سے دی ہے کہ "تنگ دروازے سے داخل ہو کیونکہ وہ دروازہ چوڑا ہے۔ اور وہ رستہ کشادہ ہے جو ہلاکت کو پہنچاتا ہے۔ اور اُس سے داخل ہونے والے بہت ہیں۔ کیونکہ وہ دروازہ تنگ ہے اور وہ راستہ سکڑا ہے۔ جو زندگی کو پہنچاتا ہے اور اُس کے پانے والے تھوڑے ہیں"۔ اور دوسرے مقام پر اُس نے ہمیں یہ سکھایا کہ راہ میں ہوں۔

پس اگر اس سفر میں یسوع ہمارا ہادی ہو تو ہم اطمینان کے ساتھ خدا کے حضور پہنچ سکینگے۔

خبریں

کلکتہ میں سوراجیوں اور مہاتما گاندھی میں تازہ ترین معاہدہ کے متعلق اخبار بمبئی کرانیکل کے نمائندہ نے مسٹر جمناداس مہتہ ممبر اسمبلی سے ملاقات کی جس کے دوران میں مسٹر مہتہ نے مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار کیا۔

کانگرس کو مہاتما جی نے نہایت بے غرضی سے ملکی مفاد کو سب سے بالاتر بنا کر پھر ایک سیاسی انجمن کی حیثیت میں بحال کر دیا ہے۔ چرخہ کاتنے کی شرط استحقاق رائے پر نظرثانی کی گئی ہے اور کونسلوں کے کام کو کانگرس کا کام تسلیم کر لیا گیا ہے۔ اگر اب بھی کانگرس ایک زندہ جماعت کے طور پر کام نہ کرے تو قصور مہاتما جی کا نہ ہوگا جنہوں نے کمال ایثار نفسی سے سوراجیوں کی پوری امداد کا وعدہ کیا ہے۔ اور اس کے عوض میں یہی مطالبہ کیا ہے کہ تمام کانگرسی کھدر پہنیں۔

(بندے ماترم)

شملہ ۴ اگست۔ پانی پت سے یکم اگست کے بلوہ کے متعلق جو تفصیلات موصول ہوئی ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جاٹوں کی تعداد ایک ہزار

کے قریب تھی - اور وہ لاٹھیوں - درانتیوں اور کھریوں سے مسلح تھے - وہ محرم کے جلوس کے راستے میں بڑے بازار میں آکر ڈٹ گئے - محرم کے جلوس کو بھی مسلمانان شہر کے ایک بڑے ہجوم کے جمع ہو جانے سے مدد مل گئی - وہ بھی لاٹھیوں سے مسلح تھے - غرضیکہ یہ حالت تھی - جب شام کے وقت ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ پولیس وہاں پہنچے ... ... پولیس کی محدود سی تعداد جو وہاں موجود تھی جاٹوں اور مسلمانوں میں دونوں طرف سے گھری ہوئی تھی - سپرنٹنڈنٹ پولیس نے جاٹوں پر حملہ کیا اور انہیں بڑے بازار سے دھکیل کر باہر نکالنے میں کامیاب ہوا - ڈپٹی کمشنر مسٹر لطیفی نے مسلمانوں کو قابو میں رکھا - پولیس اپنے کام میں گولیاں یا سنگین چلائے بغیر ہی کامیاب ہوگئی - اگرچہ ہجوم نے مقامی مجسٹریٹ اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس پر حملہ کیا لیکن وہ ہجوم میں سے کچھ آدمیوں کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہوگئے - کل ۳سو آدمی گرفتار کئے گئے تھے - جن میں سے اگلے روز نوے رہا کر دیئے گئے - کیونکہ وہ کم عمر لڑکے اور سن رسیدہ بوڑھے تھے - تیس ہسپتال میں زیر علاج رہے - اب سب طرح خاموشی ہے -

(،،)

پشاور میں ہندوؤں اور سکھوں کے درمیان فساد کے سلسلہ میں کل جو ملزم گرفتار کئے گئے تھے - آج انہیں حاضر ضمانتوں پر رہا کر دیا گیا ہے مقدمہ سٹی مجسٹریٹ کی عدالت میں چلیگا - پنجاب کے ذمہ دار ہندو اور سکھ لیڈروں کی مداخلت کی سخت ضرورت ہے -

(،،)

دہلی ۴ اگست - چودھری لٹن سنگھ اور ان کے پانچ ساتھیوں کو سوموار کو دہلی سنٹرل جیل سے رہا کیا گیا - ملزمان کو اس وجہ سے جیل میں بھیجا گیا تھا کہ انہوں نے اس اثنا میں حفظ امن کے لئے ضمانت نہیں دی تھی - جو مسٹر روپ نرائن آنریری مجسٹریٹ نے ان سے طلب کی تھی - سوموار کو انہوں نے ضمانتیں مہیا کر دیں اور انہیں رہا کر دیا گیا -

(،،)

پانی پت ۴ اگست محرم کے دن جو جاٹ گرفتار کئے گئے تھے - ان میں سے اکثر ضمانت پر رہا کر دیئے گئے ہیں - معلوم ہوا ہے کہ باقی جاٹ بھی رہا کر دیئے جائینگے -

مجروحین کی تعداد اس تعداد سے کہیں زیادہ ہے کہ جو رپورٹ کی گئی تھی - ہندو سبھا نے مجروحین کی امداد کے لئے طبی امداد ارسال کی ہے -

(،،)

لاہور ۵ اگست - ۱۰ بجے صبح موچی دروازہ کے اندر گولی چلنے کے حادثہ کے دونوں مجروح ہسپتال میں زیر علاج ہیں - اب تک کوئی اپریشن نہیں کیا گیا - نہ ہی گولیاں جسم سے نکالی گئی ہیں - خیال کیا جاتا ہے کہ اپریشن مہلک ثابت ہوگا - بیان کیا جاتا ہے کہ ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ پولیس نے بوقت معائنہ ہر دو زخمیوں کی حفاظت کی ہدایات کی تھیں - پٹھان کا درجہ حرارت ۱۰۱ ہے - میجر میر عالم خاں کے لڑکے کا جس نے گولی چلائی تھی - درجہ حرارت نارمل ہے آج صبح ۹½ بجے کے قریب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس نے ہسپتال میں ان کا معائنہ کیا اور اس لڑکے کو ہتھکڑی پہنا دی گئی - اور ہتھکڑی کو پلنگ کے ساتھ باندھ دیا گیا - علاوہ ازیں تین پولیس کے سپاہی اسکی حفاظت کے لئے تعینات کر دیئے گئے ہیں -

(،،)

لندن یکم اگست - گورنمنٹ برطانیہ نے فرانس سے درخواست کی ہے کہ کپتان آرتھر پر جو جیلخانہ میں بیمار پڑا ہے جلد مقدمہ چلایا جائے - فرانس کا بیان ہے کہ مقدمہ کے کاغذات کا ترجمہ کئی مہینے لے جائیگا -

(،،)

لندن - ۲ اگست - ٹائمز کا نامہ نگار متعینہ تنجیر رقمطراز ہے - انوال کے بچے کھچے آدمی صحیح سلامت پہنچ گئے ہیں - گم شدگان میں چوکی کا کمانڈر بلبرلن بھی شامل ہے - گولہ باری کی وجہ سے افواج کو جگہ چھوڑنی پڑی - وہ خندقوں میں لڑتے رہے - حتیٰ کہ میگزین میں آگ لگ گئی - ہوا بازوں نے ۱۴۰ لاشیں دیکھیں - عبد الکریم کے ایلچی طیطوان گئے - جہاں ہسپانویوں نے ان کی پوری عزت کی - انہوں نے آزادی کے متعلق عبد الکریم کا پیغام سنایا - عبد الکریم نے قبائل کے نام آزادی کے مقابلہ پر ڈٹے رہنے کے متعلق اپنا پیغام بھیجا دیا ہے -

(،،)

لندن ۲ اگست - ٹائمز کا نامہ نگار متعینہ ریگا کا بیان ہے کہ پیکن سے بالشویک ایجنٹوں نے تار دیا ہے کہ باوجود انتہا پسندوں کے اتحاد کرانیکی کوشش کے چینی طلباء کی تحریک کمزور ہو رہی ہے اور زیادہ ماڈریٹ طبقہ جو بالشوزم کے خلاف تھا تحریک سے علیحدہ ہونا شروع ہو گیا ہے - نام نہاد کیومنٹنگ کمیٹی نے جس میں آکسفورڈ کا طالب علم چو منگ بھی شامل ہے -

(،،)

نہیں کچھ خوف شیطاں سے بگاڑیگا وہ کیا میرا
کہ اس پر روح کی شمشیر میں نے بھی جھکائی ہے
تو کر فنا سود زخم میں یعین موسیٰ و دُرتہ کو
میرے عیسیٰ مسیح ہمارے سے مختار کی دوہائی ہے

راقم ایم۔ آر۔ جیمس صابر اوورسیر بھٹی

قابل تقلید نمونہ

جملہ ناظرین یہ فرحت افزا خبر سُنکر محظوظ ہونگے کہ مسٹر آر۔ اے۔ جیرمی بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی پلیڈر جو کہ خاص و عام میں مشہور و معروف ہیں۔ آپ ڈیرہ اسمٰعیل خاں چھوڑ کر دو تین ماہ سے سرگودھا میں رونق افروز ہیں اور سرگودھا میں وکالت کا کام کرتے ہیں۔ آپ پہلے درجہ کے ہمدرد۔ ملنسار۔ خوش خلق و زندہ دل مسیحی نوجوان ہیں۔ آپ کی رفتار و گفتار سے مسیحی نمونہ ظاہر ہوتا ہے۔ ایک خاص بات جو آپ کے آئے دن کے کام میں دیکھی جاتی ہے۔ وہ یہ کہ آپ غیر مسیحی وکلاء کی طرح وکالت سے دولت و مال جمع نہیں کرتے ہیں۔ آپ نے اپنے ایجنٹ کو بھی تاکید کر دی ہوئی کہ کسی کو تنگ کرکے چھل بٹے سے روپیہ نہ اندوختہ کیا جائے اور آپ جو بحال دیانتداری۔ صدق دل و جانفشانی سے مؤکلوں کا کام سرانجام دیتے ہیں۔ اور جو نام و شہرت آپ نے تھوڑے ہی عرصہ میں پیدا کیا ہے۔ غیر مسیحی وکلاء اس سے حیران و ششدر ہیں۔ علاوہ دنیاوی شغل کے آپ مذہبی کاموں میں بھی خاص دلچسپی لیتے ہیں آپ اعلےٰ درجہ کے متدین و متشرع ہیں۔ بلاناغہ ہر سبت آپ حاضر عبادت ہوتے ہیں۔ غرضیکہ آپ مسیحی نوجوانوں کے واسطے ہر ایک بات میں زندہ نمونہ ہیں۔ اور آپ کی آمد نے سرگودھا کلیسیا کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ [illegible] سرگودھا کے لئے مسٹر جیرمی جیسی ہستی کا ہونا باعث فخر ہے۔ کچہریوں میں جاکر مقدمہ بازی کرنا ہم مسیحیوں کو مذہبی طور پر ممنوع ہے۔ لیکن اگر ہم کچہریوں میں گھسیٹے بھی جاویں تو ہم مسٹر جیرمی کی تہ دل سے سفارش کرتے ہیں کہ اُن سے صلاح مشورہ لیکر اپنے مال و زر کو بچاویں۔ آخر میں مسٹر جیرمی کے واسطے صدق دل سے دست بدعا ہیں کہ آسمانی باپ اپنے جلال کے واسطے ایسے نوجوانوں کو سلامت تاقیامت رکھے۔

آپ کا خاکپا۔ چراغ الدین عرضی نویس۔ سرگودھا

مبارک نیند

۱۵ ماہ حال کو مسز البیعذر فیروزپور کے زنانہ ہسپتال میں چند روز بیمار رہ کر خداوند میں سو گئیں۔ مسز البیعذر جو جوانی ہی میں بیوہ ہو گئی تھیں۔ اپنی بیوگی کے بعد اپنی زندگی کے باقی چالیس برس خداوند کی خدمت میں ہی بسر کئے۔ جہاں کہیں اُنہوں نے کام کیا ہر جگہ اُن کی زندگی نمونے والی زندگی رہی اور وہ اپنی دینی سرگرمی۔ مسیحی غیرت اور [illegible] اور رائے کے باعث دیگر بہنوں میں ممتاز سمجھی گئیں۔

اپنے انتقال سے پیشتر وہ ہوشیارپور کے گرلس سکول میں میٹرن کا کام کرتی تھیں۔ سخت بخار میں مبتلا ہوجانے سے اُن کی چھوٹی بیٹی مس ہیلن البیعذر جو کئی سال سے فیروزپور کے ہسپتال میں خدمت کر رہی ہیں اپنی والدہ کو فیروزپور لے آئیں۔ باوجودیکہ مرحومہ کو بخار کی حرارت ۱۰۸ درجہ کے قریب ہو جاتی تھی۔ تو بھی بخار کے اُتر جانے یا ہلکا ہونے کے بعد وہ ہمیشہ خوش اور خداوند کے پاس جانے کے لئے تیار معلوم ہوتی تھیں اُنکو جو اُن کے پاس آتے تھے خود تسلی دیا کرتی تھیں۔ چونکہ وہ اپنا آپ خداوند کے حوالے کر چکی تھیں۔ اس واسطے موت کے بعد دوسرے دن تک بھی اُن کا چہرہ خوش اور بشاش نظر آتا تھا۔

انتقال سے پیشتر اُن کی بڑی بیٹی (جو بمعہ اپنے بچوں کے یہاں پہلے ہی سے موجود تھیں) کے خاوند مسٹر عیسیٰ صاحب تشریف لے آئے تھے۔ پس اُن کے سب رشتے دار اُن کے اس دنیا کو چھوڑنے سے پہلے موجود تھے۔ مرحومہ نے پہلے سے ہی ان سب کو تسلی اور اطمینان کے کلام سے جن سے اُن کا اپنا دل لبریز تھا تسلی اور اطمینان حاصل کرنے اور خداوند کی خدمت میں قائم رہنے کی ہدایت اور تاکید کی تھی۔ سچ ہے کہ وہ جو خداوند میں سوتے ہیں بڑے ہی مبارک ہیں۔

مرحومہ ساٹھ سال سے زیادہ کی عمر۔۔۔۔ ہو کر خداوند میں سو گئیں اور کلیسیا اور اپنے بچوں کے لئے نیک اور دینداری کا نمونہ چھوڑ گئیں۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند اُن کے پسماندگان کو تسلی اور اطمینان کی حالت میں قائم رکھے اور توفیق بخشے کہ وہ خداوند کی پیروی اور خدمت کے متعلق اپنی بزرگ مرحومہ کے نقش قدم پر چلیں۔

این۔ پریم داس

الوداعی جلسہ

منٹگمری والہ چک نمبر ۲۴۴ جھنگ برانچ ضلع لائلپور مورخہ ۱۱ ماہ حال بروز سنیچر بوقت شام بمکان پادری محمد حسین صاحب کلیسیا کی طرف سے جناب مس ڈی ایم اورٹن صاحبہ کو اُن کی سہ سالہ خدمت اور حسن سلوک کے صلہ میں فیرویل پارٹی دی گئی۔

مسٹر لائل پسر پادری محمد حسین صاحب نے بڑی خوبی سے احاطہ کی آرایش کی اور رنگ برنگ کے جھنڈوں اور جھنڈیوں سے در و دیوار کو مزین کیا۔ اور جناب پادری صاحب اور اُن کی اہلیہ نے بڑی خوش اسلوبی سے جلسہ کی اہم کارروائی کو نبھایا۔

قریب قریب چار سو کے مرد عورتیں اور بچے بچے حاضر تھے۔ اور جناب مسٹر ایس رحیم خاں نے کمال دوراندیشی اور سخاوت سے حاضرین میں مٹھائی اور چائے وغیرہ تقسیم کی۔ کانگریگیشن کی طرف سے

ایک ایڈریس بمعہ انگریزی ترجمہ اور ایک نیا رسی ساڑھی دی گئی۔ ایڈریس میں گاؤں کے افراد کی محبت اور اُن کی جدائی کے شاق گذرنے کا بیان کیا گیا تھا نیز ایک اور تحائف بھی پیشکش کئے گئے۔

مس کلیڈن صاحبہ نے دو اصحاب یعنی مسٹر ایس۔ پال و آئی۔ یو جشم نے الوداعی نظمیں پڑھیں۔ جو کہ بڑے افتخار اور عزت کی نگاہ سے قبول کر لی گئیں ✦

ازاں بعد مس صاحبہ نے چند الفاظ میں کلیسیا کی شکر گذاری اور محبت کا جواب پُر لہجہ اور برجستہ دیا۔ اور جناب پادری محمد حسین اور اُن کی میم صاحب کا کمال شکریہ ادا کیا۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ وہ اپنی ایک سالہ فرلو کے بعد پھر سے منٹگمری والہ میں تشریف فرما ہو کر مریضوں کی خدمت اور غربا کی ہمدردی میں حصہ لینگی۔

راقم آئی۔ یو جشم

وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ۔

انجمن خادم القرآن

روم ۱۱ پہلا منزلہ سلطان منشن ڈونگری ۹

نمبر ۱۸ تاریخ ۲۸ ماہ جولائی ۱۹۲۵ء

عنایت فرمابندہ جناب ایڈیٹر صاحب سلمہ

تسلیم مع التکریم۔ براہ نوازش سطور ذیل کو اپنے گرامی قدر اخبار میں درج فرما کر شکر گذاری کا موقع عطا فرمایئے۔

۱۔ جو لوگ حقیقی اسلام کی پیروی کرنا جزو ایمان سمجھتے ہیں اور ساری دُنیا کو بھی ادخلوا فی السلم کافۃ کے ارشاد کے مطابق اس میں داخل ہوتے دیکھنے کے صدق دل سے آرزومند ہیں۔ اُنہیں چاہئے کہ بہ بیان اعلان ہذا انجمن خادم القرآن میں داخل ہونے کی فوراً درخواست بھیجدیں۔

۲۔ انجمن خادم القرآن کی نگرانی میں اُس قرآن مجید کا اُردو زبان میں نہایت فصیح و بلیغ اور بامحاورہ ترجمہ کیا گیا ہے۔ جو ساڑھے تیرہ سو سال قبل ازیں روحی فداہ بابی و امی حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ساری دنیا کی دائمی ہدایت کے لئے نازل ہوا تھا۔ مگر تھوڑے عرصہ کے بعد مفقود ہو گیا تھا۔

۳۔ سردست بطور پروف صرف اُس کا ترجمہ طبع ہوگا۔ جو ہر قوم کے علماء علام کی خدمت میں بغرض اصلاح و معائنہ روانہ کیا جائیگا۔ اور بعد ازاں مع اصل عربی عبارت شائع ہوگا۔

۴۔ جو صاحبان ذوق سلیم اس کے پروف۔ ان کی ترمیمات و اصلاحات۔ ہر قوم کے علماء و علام کی آراء اور اُن کی تنقیدات کے مطالعہ کے شائق ہوں وہ دستخط رکنیت کے ہمراہ خریداری انقلاب کی درخواست بھی بھیج دیں ✦

۵۔ قواعد داخلہ رکنیت کے لئے ایک آنہ والے لفافہ پر اپنا نام اور پورا پتہ صاف اور خوشخط تحریر کر کے اور ایک آنہ کا مزید ٹکٹ مصارف تبلیغ اشاعت کے لئے بھیجدیں ورنہ عدم تعمیل ارشاد سے معاف فرمائیں ✦

خاکسار بانی۔ حکیم غلام رسول۔ صدیقی عفی عنہ

ضرورت

ایک عیسائی مدرس جے۔ وی۔ یا ایس۔ وی پاس شدہ اور سند یافتہ کی ایک پنجابی گاؤں کے مدرسے میں ضرورت ہے۔ جس کی بیوی بھی لڑکیوں کو پڑھا سکے۔ تمام خط و کتابت ذیل کے پتہ پر کی جاویں۔

مسٹر گلاب سنگھ۔ نبٹرس کیمپ۔

نینی تال۔ یو۔ پی۔

نور افشاں کی توسیع اشاعت کے لئے نہایت سرگرمی سے کوشش کیجئے ✦

یونگ کرسچن ہائی سکول لدھیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔ جس نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیرنگرانی کر دی ہیں اور چار ہندوستانی خواتین اُسکی مدد کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔ شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔ کلاس فیس بحساب سرکاری شرح ہے۔ متفرق اخراجات کے لئے عہ ماہوار فی طالبعلم۔ کتابوں اور سٹیشنری کی قیمت اس کے علاوہ ہے۔ بموجب نئے انتظام کے چالیس فی صدی غیر مسیحی طلبا بھی داخل ہو سکتے ہیں۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی۔ الماری بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جرسی ۱۰ سے ۱۵ تک گرم کوئل ۲۰ سے ۳۰ تک۔ مزید حالات پرنسپل صاحب و ہیڈ ماسٹر سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پُرفضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے۔ اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس۔ خوشنما کھیل کا میدان لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر۔ جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہٰذا اطلاع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں

المشتہر:۔ پرنسپل بیرنگ ہائی سکول
بٹالہ ضلع گورداسپور۔

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے مینیجر نور افشاں امپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دولتخند صاحب پرنٹر چھپا